شمسُ العُلماء مرزا قلیچ بیگ

پیدائش: ۱۸۵۳ء

وفات: ۱۹۲۹ء

تصانیف: دیوانِ قلیچ، لغاتِ لطیفی، زینت، احوالِ شاہ عبداللطیف بھٹائی

نئے دور کی لڑکی

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- ادبی مضروں کے اندازِ بیان کو سمجھ سکیں۔ ۲- کسی علمی مضمون میں الفاظ و تراکیب اور اصطلاحات کے محلِ استعمال کا ادراک کر سکیں۔ نیز نفسِ مضمون سمجھ سکیں۔ ۳- کسی ادبی رسالے یا مخزن کے لیے اپنی تحریریں بھیج سکیں۔ (ڈائری، رپورتاژ، انشائیے، کہانی، افسانہ، غزل یا نظم) ۴- سن کر بات/ کہانی/ مکالمے وغیرہ کی جزئیات میں اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں حسبِ ضرورت کمی بیشی کر سکیں۔

مائی شہر بانو اور بختاور، زینت بانو کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہی تھیں۔ زینت بانو اس گفتگو سے بے خبر دور بیٹھی تلاوتِ کلامِ پاک میں مصروف تھی۔ جب اس نیک کام سے فارغ ہوئی تو حسبِ دستور دو تین گھنٹے لکھنے پڑھنے کا کام کیا اور پھر کارچوب لے کر ایک ٹوپی پر کڑھائی کرنے لگی۔ پھر جلد ہی کھانا تیار ہوا۔ حامد علی بھی اسکول سے لوٹ آیا تھا اور ماں، بیٹا اور بیٹی نے اکٹھے کھانا کھایا۔

کھانا کھانے کے بعد حامد نے کہا کہ ”میں نے علی رضا سے ملنے کا وعدہ کیا ہے اس لیے میں اب چلتا ہوں۔ وہ کسی انگریز کے ہاں سے کچھ کتابیں لائے گا۔ ان کتابوں میں ولایت کی عمارتوں اور کارخانوں کی تصاویر ہیں وہ مل کر دیکھنی ہیں۔“ یہ کہہ کر وہ چلنے لگا۔

چلتے وقت اس کی بہن نے کہا کہ ”بھیا، وہ کتابیں کچھ دیر کے لیے اگر مل سکیں تو لیتے آنا، تاکہ میں بھی دیکھ لوں۔“

”اچھّا“۔ حامد نے کہا۔

مائی شہر بانو دوسرے کمرے میں جا کر سو گئی کیوں کہ گرمیوں کے دن تھے اور بختاور جو زینت سے بات کرنے کے لیے کسی موقعے کی تلاش میں تھی، وہ پلیٹ میں کیلے، اناّس لیے زینت بانو کے کمرے میں چلی آئی۔

زینت: ”بُوا، یہ کیا لائی ہو؟“

بختاور: ”کیلے ہیں بیٹا“۔

زینت: ”کہاں سے آئے ہیں؟“

بختاور: ”کیوں بیٹا، صبح تم نے نہیں دیکھا تھا کہ سیٹھ گل محمد کا آدمی دروازے پر آیا تھا اور ڈھیر سارا میوہ اور بیش قیمت تحائف لایا تھا۔ وہ سب چیزیں اندر رکھی ہیں۔“

زینت کا لہجہ کچھ تیز ہو گیا۔ ”ماں بھی کمال کرتی ہے۔ غیر لوگوں کے تحائف قبول کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟“

بختاور: ”ایسامت کہو بیٹا، غیر ہی آخر کار اپنے بن جاتے ہیں۔ یہ تو اس جگ کی رِیت ہے۔“

زینت: ”پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو، مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔“

بختاور: ”خاصے عرصے سے بے چارا سیٹھ تحفے تحائف بھیج رہا ہے۔ میں جب بھی ان کے ہاں گئی ہوں، اتنی عزّت سے پیش آئے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔“

زینت: ”بُوا، آج تم اللہ اور رسول کی تعریف کے بہ جائے اس سیٹھ کی تعریف لے بیٹھی ہو۔ خیریت تو ہے؟“

بختاور: ”بیٹا، اچھے لوگوں ہی کے گُن گائے جاتے ہیں۔ اس کا بیٹا بڑا ہی خوب صورت بچہ ہے، میں تو جب بھی جاتی ہوں مجھ سے لپٹ جاتا ہے۔ ماشاءاللہ، بڑا ہو کر ہیرا ہو گا ہیرا۔“

زینت: ”تو پھر؟“

بختاور: ”زینت بیٹا، خدا کرے تم بھی ایسے خوش حال گھر میں جاؤ۔“

زینت: ”واہ بُوا، میں تمھیں اپنی ماں کے برابر سمجھتی ہوں اور کبھی کبھار ہنسی مذاق کر لیتی ہوں۔ کہیں تم نے اس کا غلط مطلب تو نہیں لیا ہے؟ ویسے تو تم بڑی سیانی تھیں۔ آج یہ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟“

بختاور: ”زینت بیٹا، آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟ بیٹیاں تو آنگن کی چڑیاں ہوتی ہیں۔ تم خود بھی خاصی سیانی ہو۔ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ آخر کار تمھیں اپنا گھر بسانا ہے۔ ہمیشہ کے لیے تو والدین کے گھر پر نہیں پڑی رہو گی۔“

زینت: ”یہ تو صحیح ہے لیکن بُوا دعا کرو کہ واقعی کسی اچھے آدمی سے ناتا جُڑے کہ اس کے ساتھ زندگی بتانا ہے۔“

بختاور: ”کیوں مائی، سیٹھ گل محمد کے گھر میں آخر کیا کمی ہے؟ ایسا گھر تو کسی بھاگوان ہی کو ملتا ہے۔ ہزاروں کے زیورات اور مجھ جیسی دست بستہ دسیوں نوکرانیاں۔“

زینت: ”ایسے سکھ کس کام کے؟ ایک طرف تم خود ہی کہتی ہو کہ سیٹھ کا بیٹا بالشت بھر کا ہے۔ کہیں اونٹ کو گھنٹی باندھنے[۱] کی فکر میں تو نہیں ہو؟“

بختاور: ”کیوں مائی، آج چھوٹا ہے تو کل بڑا بھی ہو گا۔ خود ہی کو دیکھ لو۔ کل تو تم بھی اتنی سی تھیں۔“

زینت: ”بُوا، دنیوی سکھ کے لیے ہزاروں لاکھوں کسی کام کے نہیں۔ سونا چاندی تو آنی جانی شے ہے، آج ہے تو کل نہیں۔ عورت کے لیے سونا چاندی ہی کافی نہیں۔ پرکھنا تو اس شخص کو چاہیے جس کا ہاتھ تھامنا ہے۔ کل کو وہ کس سانچے میں ڈھلتا ہے،

---

۱ اصل مثل ہے۔ "اونٹ کے گلے میں ٹلّی"۔ یعنی چھوٹی یا نابالغ لڑکی کو کسی ادھیڑ یا نوجوان بالغ کے ساتھ بیاہ دینا۔

اچھا بنتا ہے یا بُرا بنتا ہے یا بگڑتا ہے۔ جب یہ سب کچھ اَن جانا ہی رہے گا تو ایسے شخص کا آسرا کیسا؟ لیکن بُوا سچ کہنا، یہ سب کچھ تم ہی کہہ رہی ہو یا ماں کے الفاظ دُہرا رہی ہو؟ دیکھو جُھوٹ مت بولنا، میں نے بھی کبھی تم سے کوئی بات نہیں چُھپائی ہے۔''

بختاور: ''بیٹا، سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے خُود اس بات کی فکر رہتی تھی۔ لیکن تمھاری ماں نے بھی ایسا کہا ہے۔''

زینت: ''پھر بُوا اتنا اور بتا دو کہ کہیں ماں نے ان لوگوں سے ہاں تو نہیں کہہ دی؟''

بختاور: ''نہیں بیٹا، ہاں تو نہیں کہی ہے۔ لیکن ان کے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں وہ سوچتی ضرور رہتی ہیں۔''

زینت: ''دوسرے لوگ؟''

بختاور: ''کیا گزرے جمعے کی رات تم نے شربت اور گلاب کی بوتلیں نہیں دیکھی تھیں؟ محمد رمضان وکیل کے ہاں سے آئی تھیں۔ وہ بے چارا بھی کوشش کر رہا ہے۔''

زینت: ''بُوا، کہیں اسی وکیل کے بارے میں تو نہیں کہہ رہی ہو جس کے متعلق اس رات حامد کہہ رہا تھا کہ ایک محفل میں لوگ اس کی بڑی شکایتیں کر رہے تھے کہ دولت مند اور بڑا آدمی ہے لیکن بڑا ہی مکھّی چُوس ہے۔ خدا کی راہ میں ایک پائی بھی نہیں دیتا اور اپنی بیوی اور گھر کے دوسرے افراد کو مارتا پیٹتا رہتا ہے۔''

بختاور: ''ہاں بیٹا، وہی۔''

زینت: ''واہ بُوا، کتنے شرم کی بات ہے۔ پھر اس آگ میں کُود پڑنے کو کس کا جی چاہے گا؟''

بختاور: ''نہیں بیٹا، بھاڑ میں جائیں وہ۔ مائی کا خیال تو تمھارے ماموں زاد امیر علی کے متعلق ہے۔''

زینت: ''ماموں زاد ہے تو کیا ہوا۔ جسے بولنا بھی نہیں آتا، جو بالکل گونگا ہے، کیا مجھے اس کے حوالے کر دیں گے؟ ماں مجھ پر یہ ستم کس طرح ڈھائے گی؟ اس سے تو بہتر کہ اپنے ہاتھوں سے مجھے زہر دے دیں تاکہ میں بھی عذاب سے نجات پاؤں اور دوسرے بھی۔''

بختاور: ''میں صدقے میں واری، اللہ خیر کرے۔ خدا کرے کہ تم دُودھوں نہاؤ، پُوتوں پھلو۔ ہمیں تمھاری خوشیاں دیکھنی نصیب ہوں۔ لیکن بیٹا اپنے پھر بھی اپنے ہوتے ہیں۔ تمھارے ماموں کا لڑکا ہے، ایک ہی خون ہے۔ باپ کے زندہ ہوتے اسے کمانے کی کیا ضرورت ہے؟ جیسا وہ خُود کھائیں گے ویسا تمھیں بھی کھلائیں گے۔''

زینت: ''خدا کا خوف کرو بُوا، والدین ہمیشہ تو نہیں رہیں گے۔ اپنے ہاتھ سے بوئی ہوئی فصل کاٹنے کا ہی آسرا رکھنا چاہیے۔ جس میں اپنی صلاحیت نہیں ہوگی، وہ اس دنیا میں کس طرح گزارا کرے گا اور کس طرح دوسروں کا بوجھ اُٹھائے گا؟ نہ بُوا۔ تمھیں خدا کا واسطہ مجھے اس آگ سے بچا لینا۔ ایسی شادی سے تو میں کنواری بھلی۔ اس سکھ سے تو دُکھ اچھّا۔ اس سے تو میں اپنے باپ کے گھر میں ٹھیک ہوں۔ آخر یہاں مجھے کون سا دُکھ ہے؟ اگر میری ماں مجھے بوجھ سمجھتی ہے تو میں خود محنت کرکے، سینے پرونے کا کام کرکے اپنا گزارہ آپ کر لوں گی۔ کم از کم اس آگ میں تو نہ کُودوں گی۔''

بختاور: ''زینت بیٹا، کہتی تو سچ ہو۔ لیکن تمھاری ماں کی یہی منشا ہے۔''

زینت: ''بُوا، جو تمھارے بس میں ہے وہ ضرور کرنا۔ تم مجھے ماں کی طرح چاہتی ہو۔ ماں کو اس کام سے روک سکو تو عنایت ہوگی۔ اگرچہ ماں کا حکم نہ ماننا بیٹی کے لیے کسی طور بھی مناسب نہیں، لیکن اس صورتِ حال میں جب کہ بیٹی کی جان پر بن آئے تو فریاد کے سوا چارہ بھی تو نہیں۔ تم اتنا تو ضرور کرنا کہ بات اس حد تک نہ بڑھنے پائے۔''

بختاور: ''بیٹی، تو تمھاری ذرا بھی مرضی نہیں؟ تمھیں تو یہ پتا ہے کہ بیٹیاں تو پرایا دَھن ہوتی ہیں۔ اپنے رشتے داروں اور محلے داروں کا بھی تمھیں پتا ہے کہ نکتہ چینی کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ کوئی لڑکی کچھ زیادہ عرصہ والدین کے ہاں بیٹھ رہے تو لوگ باتیں بنانے لگتے ہیں کہ 'فلاں کے لیے دُولھا نہیں ملتا' یہ بھی ہمارے لیے کوئی اچھی بات تو نہیں۔ آخر یہ جگ کی ریت ہے، اللہ رسول کا حکم ہے اور اس کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔''

زینت: ''یہ تو سچ ہے لیکن جان بوجھ کر کنویں میں کُودنا کہاں کی عقل مندی ہے؟''

بختاور: ''پھر آخر کیا کرنا چاہیے؟ تمھارے لیے دُولھا آسمان سے تو نہیں اُترے گا۔ پتا نہیں تمھیں کس کا گھر پسند ہے؟ ہم نے تو جو کچھ دیکھا بھالا ہے وہ تمھارے سامنے کہہ دیا ہے۔''

زینت: ''بُوا، گھر کی فکر بھی کچھ اتنی اہم نہیں۔ غریب ہے تو کیا؟ دولت مند ہے تو کیا؟ غربت اور شرافت دولت سے بڑھ کر ہیں۔ آمدنی چاہے زیادہ نہ ہو لیکن عزّت و شرافت والا ہو، بااخلاق ہو، علم و ہنر والا ہو، ہم عمر ہو اور پھر امیر کا بیٹا نہ ہونا کوئی عیب تو نہیں۔ ایسے ہی شخص کے ساتھ زندگی سکون سے کٹ سکتی ہے۔ میں نے کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اعتماد کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا باہمی اعتماد جس سے دونوں کو مسرّت حاصل ہو۔ دونوں آگے بڑھیں اور زندگی خوش گوار طور پر گزاریں۔ اس اعتماد کی وجہ سے گھر جنّت بن جاتا ہے۔ جہاں ایسا نہیں ہے وہ گھر تو دوزخ سے بھی بد تر ہے۔''

(ماخوذ از: زینت- تحریر: مرزا قلیچ بیگ، سندھی ترجمہ: امداد حسینی)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حامد جو کتابیں دیکھنے گیا، اُن میں کیا چیز تھی؟

(ب) ''اونٹ کو گھنٹی باندھنے'' کا کیا مطلب ہے؟

(ج) شہر بانو کے پاس بختاور کس مقصد سے آئی تھی؟

(د) زینت بی بی کے لیے بختاور نے کس کس گھر سے رشتہ آنے کا خیال ظاہر کیا؟

(ہ) گھر کس وجہ سے جنّت بن جاتا ہے؟

(و) ''بیٹیاں تو آنگن کی چڑیاں ہوتی ہیں'' اس مثل میں زینت کے لیے کیا اشارہ ہے؟

سوال ۲: درج ذیل تراکیب کے معنی بتائیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

کارچوب، بھاگوان، نکتہ چینی، مکھّی چوس، دست بستہ

سوال ۳: درست جواب پر نشان لگائیے:

۱- ''میں صدقے میں واری'' یہ فقرہ کہا ہے:

(الف) بختاور نے (ب) شہر بانو نے (ج) زینت بانو نے (د) عزیزہ بانو نے

۲- امی رشتہ چاہتی تھیں:

(الف) علی رضا سے (ب) محمد رمضان سے (ج) امیر علی سے (د) گل محمد سے

۳- زینت بانو کے نزدیک غربت اور شرافت بہتر ہے:

(الف) دولت سے (ب) تجارت سے (ج) ملازمت سے (د) زراعت سے

۴- ''دُودھوں نہاؤ پُوتوں پھلو'' کا مطلب ہے:

(الف) تم صاحبِ اولاد ہو، مال و دولت کی فراوانی ہو

(ب) تم خوب دودھ پیو اور بیٹوں تک کو پلاؤ

(ج) تم دودھ سے نہاؤ اور بیٹوں کے پھل کھاؤ (د) تمھاری عمر دراز ہو

۵- زینت کے خیال میں شوہر ہونا چاہیے:

(الف) عمر میں بیوی کے برابر ہو (ب) اچھی آمدنی والا ہو

(ج) اپنی صلاحیت سے گھر چلانے والا ہو (د) امیر گھرانے والا ہو

سوال ۴: اس سبق کا خلاصہ لکھیے۔

سوالیہ / استفہامیہ (SIGN OF INTERROGATION):

یا رب! میں کہاں رکھتا ترا داغِ محبت؟

پہلو میں اگر میرے دِل زار نہ ہوتا

کیا آپ نے کتاب خرید لی؟ آپ کب آئے؟ آپ کا نام کیا ہے؟

اوپر دیے ہوئے مصرعوں اور جملوں میں سوال کیا گیا ہے۔ اُن کے آگے علامتِ سوال (؟) دی گئی ہے۔ اس علامت کو ''سوالیہ یا استفساریہ'' بھی کہتے ہیں۔

سوال ۵: پانچ ایسے جملے لکھیے جس میں سوالیہ / استفہامیہ کی علامت استعمال کی گئی ہو۔

سوال ٦: درج ذیل اقتباسات کی تشریح بہ حوالہ سیاق و سباق کیجیے:

(الف) سونا چاندی تو آنی جانی شے ہے، آج ہے تو کل نہیں۔ عورت کے لیے سونا چاندی ہی کافی نہیں، پرکھنا تو اس شخص کو چاہیے جس کا ہاتھ تھامنا ہے۔

(ب) اپنے ہاتھ سے بوئی ہوئی فصل کاٹنے کا ہی آسرا رکھنا چاہیے۔ جس میں اپنی صلاحیت نہیں ہوگی، اس دنیا میں کس طرح گزارا کرے گا اور کس طرح دوسروں کا بوجھ اٹھائے گا۔

سوال ۷: عورتوں کی تعلیم اور اس کی اہمیت کے موضوع پر مضمون تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ اسی طرح کی کوئی کہانی لکھ کر کالج کے مخزن میں شامل کریں گے۔

۲- طلبہ مکالمے کی صورت میں ایک ملازمہ یا ملازم اور مالکن کے مابین کسی دیگر سماجی معاملے پر گفتگو لکھیں گے اور کالج مخزن میں شامل کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو ''ناول'' کے لوازمات سے آگاہ کرتے ہوئے کسی اور معاشرتی ماحول کی عکاسی کرنے والے ناول کے مطالعے کی تلقین کیجیے۔

۲- طلبہ کو اس سبق میں دیا گیا پیغام ذہن نشین کرائیے۔